ایس سی اور ایس ٹی ریزرویشن میں بندر بانٹ

جب تک تمام طبقوں اور محکوم ذاتوں کی متناسب نمائندگی نہیں ہوگی، تب تک جمہوریت کامیاب نہیں ہو پائے گی

ابھے کمار

یکم اگست کے اپنے فیصلے میں، عدالت عظمیٰ نے ایس سی اور ایس ٹی ریزرویشن میں ذیلی زمروں کی اجازت دے دی ہے۔ مگر ڈر اس بات کا ہے کہ کہیں اس فیصلے کی آڑ میں دلتوں اور آدی واسیوں کے کوٹے میں اقتصادی بنیاد پر 'کریمی لیئر' کا فارمولہ نہ لگا دیا جائے اور ان کی کمیونٹیز کے ایک بڑے حصے کو ریزرویشن حاصل کرنے سے روک دیا جائے۔ حالانکہ ابھی تک صورت حال پوری طرح سے صاف نہیں ہو پائی ہے۔ مگر اعلیٰ ذات کے زیر قیادت قومی میڈیا سپریم کورٹ کے فیصلے پر جشن منا رہا ہے اور اس پورے کیس کو سطحی طور پر دیکھ رہا ہے۔ سوشل میڈیا پر افواہوں کا بازار گرم ہے اور دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ دلتوں اور آدی واسیوں میں جو لوگ برسوں سے 'ملائی' کھا رہے تھے، اب ان کی جگہ کمزور لوگوں کو موقع ملے گا۔ اس طرح کی دلیل کے پیچھے کارفرما ذہنیت ریزرویشن کو ایک قسم کی خیرات سمجھتی ہے۔ ایسے عناصر کو کون سمجھائے کہ ریزرویشن محکوموں کا آئینی حق ہے۔ ریزرویشن کسی اعلیٰ ذات کے لیڈر کی نیک دلی کی وجہ سے نہیں دیا گیا ہے، بلکہ اس کے پیچھے صدیوں سے تحریکیں چل رہی تھیں۔ مثال کے طور پر نوآبادیاتی اور آزاد بھارت میں دلتوں، آدی واسیوں اور دیگر پسماندہ ذاتوں کے لیڈروں نے ریزرویشن حاصل کرنے کے لیے بڑی قربانیاں دی تھیں۔ جیوتی راؤ پھلے، ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر، پیریار اور ڈاکٹر رام منوہر لوہیا جیسے لیڈروں کا بڑا کردار رہا ہے۔ ان مفکروں نے دکھایا کہ بھارت میں ذات کی بنیاد پر صلاحیت طے کی جاتی ہے۔ مگر ریزرویشن مخالف پروپیگنڈا تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ آج بھی اس طرح کی غیر تصدیق شدہ مثالیں دی جاتی ہیں کہ کوئی غیر محفوظ زمرے کا امیدوار ۹۰ رفیصد نمبر لاکر بھی میڈیکل کالج میں داخلہ نہیں لے پاتا ہے، وہیں کوئی 'نا اہل' دلت امیدوار ۴۰ رفیصد نمبر لاکر ڈاکٹر بن جاتا ہے اور بعد میں مریض کی جان لیتا ہے۔

ایس سی اور ایس ٹی ریزرویشن کے اندر ذیلی زمرے ریزرویشن کو مزید کمزور کر سکتے ہیں، کیونکہ اس بات کے خدشات ہیں کہ جب ایس سی اور ایس ٹی کی کچھ ذاتوں کو کریمی لیئر کے نام پر باہر کر دیا جائے گا، تو ان کی سیٹیں بھر نہیں پائیں گی اور پھر ان کو غیر محفوظ زمرے میں منتقل کر دیا جائے گا۔ اگر ایسا نہیں بھی ہوتا ہے تب بھی اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایس سی اور ایس ٹی ریزرویشن کے اندر ذیلی زمرے کی وجہ سے محکوم طبقات کو ریزرویشن حاصل کرنے میں مزید دشواریاں ہوں گی۔ دُکھ کی بات یہ ہے کہ کورٹ نے ایس سی اور ایس ٹی میں ذیلی زمرے کو منظوری دینے میں اتنی تیزی دکھائی ہے، مگر صدیوں سے دلت مسلمانوں اور دلت عیسائیوں کو ایس سی زمرے میں شامل کرنے کی اپیل سے متعلق کیس پر اس نے اب تک فیصلہ نہیں دیا ہے۔

اسی طرح بہار حکومت نے کمزور طبقات کے لیے ریزرویشن کی شرح کو بڑھا کر ۶۵ رفیصد کر دیا ہے، مگر وہاں بھی ہائی کورٹ نے محکوموں کے خلاف فیصلہ سنایا ہے۔ کچھ مہینے پہلے کولکاتا ہائی کورٹ نے مغربی بنگال حکومت کے اس فیصلے کے خلاف بھی رائے رکھی، جس میں اس نے مسلمانوں کی بعض ذاتوں کو او بی سی زمرے میں رکھا تھا۔ کورٹ نے کہا کہ مسلم ذاتوں کو او بی سی میں شامل کرنے سے متعلق اعداد و شمار نہیں ہیں، مگر اسی کورٹ نے ای ڈبلیو ایس ریزرویشن کو آسانی سے پاس کر دیا تھا۔ بہت سارے ماہرین قانون کا کہنا ہے کہ ریزرویشن کے متعلق کورٹ کا فیصلہ اکثر اعلیٰ ذاتوں کے حق میں دیا جاتا رہا ہے اور محکوموں کی فریاد میرٹ کے شور میں دبا دی گئی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ جو دلت اور آدی واسی آج سماج کے سب سے نچلے پائیدان پر ہیں، ان کے اندر عدالت کریمی لیئر تلاش کر رہی ہے، مگر عدالت اس بات پر کبھی کچھ نہیں کہتی کہ کیسے بعض خاندان عدلیہ کے بڑے منصب پر سالوں سے قابض ہیں۔ سپریم کورٹ کا ذیلی زمرے کا فیصلہ اس لیے بھی سمجھ سے باہر ہے کہ اس نے اس بات پر خاموشی اختیار کر لی ہے کہ ایس سی اور ایس ٹی کوٹے کے اندر کوٹہ کا کیا فارمولہ ہوگا۔ بہت سارے ماہرین قانون کا یہ بھی کہنا ہے کہ آئین کی دفعہ ۳۴۱ رصرف پارلیمنٹ کو ہی اختیار دیتا ہے کہ وہ ایس سی اور ایس ٹی کے زمروں کو تیار کریں اور اس عمل میں ریاستی حکومتوں کا کوئی کردار نہیں ہے۔ ایسے فیصلے کے پیچھے سیاست کو بھی نظر انداز کرنا نادانی ہوگی۔ کیا یہ بات کسی سے چھپی ہوئی ہے کہ ہندوتووادی جماعت کے اندر اعلیٰ ذات کی ایک مضبوط لابی ریزرویشن کو ختم کرنا چاہتی ہے اور دلتوں اور پسماندہ ذاتوں کو آپس میں تقسیم کر دینا چاہتی ہے؟

ایس سی اور ایس ٹی ریزرویشن کے اندر ذیلی زمرے ریزرویشن کو مزید کمزور کر سکتے ہیں، کیونکہ اس بات کے خدشات ہیں کہ جب ایس سی اور ایس ٹی کی کچھ ذاتوں کو کریمی لیئر کے نام پر باہر کر دیا جائے گا، تو ان کی سیٹیں بھر نہیں پائیں گی اور پھر ان کو غیر محفوظ زمرے میں منتقل کر دیا جائے گا۔ اگر ایسا نہیں بھی ہوتا ہے تب بھی اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایس سی اور ایس ٹی ریزرویشن کے اندر ذیلی زمرے کی وجہ سے محکوم طبقات کو ریزرویشن حاصل کرنے میں مزید دشواریاں ہوں گی۔ دُکھ کی بات ہے کہ کورٹ نے ایس سی اور ایس ٹی میں ذیلی زمرے کو منظوری دینے میں اتنی تیزی دکھائی ہے، مگر صدیوں سے دلت مسلمانوں اور دلت عیسائیوں کو ایس سی زمرے میں شامل کرنے کی اپیل سے متعلق کیس پر اس نے اب تک فیصلہ نہیں دیا ہے۔

حالانکہ ریزرویشن کے بارے میں غلط فہمیوں کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اسے اکثر معاشی پہلوؤں سے دیکھا جاتا ہے۔ کنفیوژن اس لیے بھی بنا ہوا ہے کہ اسے غریبی دور کرنے کا منصوبہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ آئین میں کہیں بھی اقتصادی بنیاد پر ریزرویشن دینے کی بات نہیں کہی گئی ہے۔ اس تلخ سچائی کو فراموش کر دیا جاتا ہے کہ اگر کوئی دلت افسر اعلیٰ ذات کے مندروں میں داخل ہونا چاہے یا پھر کسی اعلیٰ ذات کی لڑکی سے شادی کرنا چاہے تو اس کے خلاف پورا سماج کھڑا ہو جاتا ہے۔ ریزرویشن کو آئینی ضمانت اس لیے دی گئی ہے کیونکہ جمہوریت میں جب تک تمام طبقوں، بالخصوص محکوم ذاتوں اور کمیونٹیوں کی متناسب اور موثر نمائندگی نہیں ہوگی، تب تک جمہوریت کامیاب نہیں ہو پائے گی۔ بابا صاحب امبیڈکر نے پوری زندگی کہا کہ بھارتی سماج ذات پات کی غیر برابری پر ٹکا ہوا ہے، جہاں اعلیٰ ذات کے پاس تمام وسائل ہیں، ان کے پاس اعلیٰ تعلیم ہے، ان کے پاس بڑی نوکریاں ہیں، وہ سماجی، مذہبی، سیاسی اور تجارتی اداروں پر قابض ہیں، وہیں دلتوں، آدی واسیوں، پسماندہ ذاتوں کے زیادہ تر لوگ آج بھی زرعی مزدور ہیں یا روز کی مزدوری کر کے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ امبیڈکر نے یہ ثابت کیا ہے کہ بھارت میں کاموں کی تقسیم ذات اور برادری کی بنیاد پر صدیوں سے چلتی آرہی ہے۔ آج بھی میڈیا، فلم، تجارت میں اعلیٰ ذات کے لوگ ۹۰ رفیصد سے زیادہ ہیں، وہیں صفائی ملازمین کے گروپ میں ایک دو کو چھوڑ کر زیادہ تر دلت ہی ہیں۔ کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ آج بھی بھارت میں ۷۰ رفیصد کے آس پاس دلتوں کے پاس زمین کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہے، جبکہ مٹھی بھر اعلیٰ ذات کے لوگ زمینوں کے مالک بنے ہوئے ہیں ہر منٹ کسی نہ کسی دلت خاتون کی عزت پر حملہ ہوتا ہے اور کوئی نہ کوئی دلت اعلیٰ ذات کی زیادتیوں کا شکار بنتا ہے۔ کیا ایسی کمزور کمیونٹی کے اندر کریمی لیئر کی نشاندہی کرنا مناسب ہے؟

تبھی تو ڈاکٹر امبیڈکر نے کہا کہ اچھا قانون خود میں ضامن نہیں ہے کہ کمزوروں کو انصاف ملے پائے گا۔ ان کے مطابق جب تک محکوم طبقات کے لوگ قانون سازی سے لے کر منصوبہ سازی کے عمل میں موجود نہیں رہیں گے، تب تک ان کا حق مارا جاتا رہے گا۔ اگر ان باتوں کو دھیان میں رکھا جائے تو ایس سی اور ایس ٹی ریزرویشن میں ذیلی زمرے کی بات غیر مناسب لگتی ہے۔ ایسا اس لیے کہ آج بھی ایس سی، ایس ٹی اور او بی سی کے ریزرویشن کو پوری طرح سے نافذ نہیں کیا گیا ہے۔ آج بھی محکوموں کی بیک لاگ کی سیٹیں نہیں بھری گئی ہیں۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ ایس سی اور ایس ٹی ریزرویشن کو پورا کرنے اور اس کے غلط طریقہ کار میں اصلاح کرنے کی جگہ، کوٹے کے اندر کوٹہ کا منصوبہ لایا جا رہا ہے۔ ■

(مضمون نگار نے جے این یو سے جدید تاریخ میں پی ایچ ڈی کی ہے)

debatingissues@gmail.com